Vol.3 No.1 2020

JAHAN-E-TAHQEEQ جہانِ تحقیق

ISSN Online: 2709-7625

ISSN Print: 2709-7615

امتِ مسلمہ کے فرقہ وارانہ مسائل کا حل عصر حاضر میں

ماجد رشید [1] ڈاکٹر شاہد حبیب [2,2]

Abstract

The basic principle in Islam is to promote moderate way of life because the linguistic meaning of Islam is peace, calmness and surrender of opinion. Peace is the core value of all balanced societies especially Islamic society. In the absence of peace and tolerance, violence in society will increase. Violence is always in-human and in contradiction with humanity. In today's Muslim world the deterioration is duet to sectarian approaches or sectarian doctrines among Muslims. A careful comparison with the past in contemporary world the number of Muslim is comparatively large. But instead of believing on Pan-Islamism Muslim are divided into different social, religious and political groups. This era is critical for Muslims because all the violence or divisions are on the basis of radical Islam which is a new interpretation of Islam. In this situation one group or sect consider other Muslims as non-believer and consider all violence against them justified on the basis of their own interpretation of Islam. It is the need of time to promote the values like peace, tolerance and harmony to strengthen the bond of Pan-Islamism among Muslims. It will end the regime of sectarianism and Muslims would emerge as a big political force in the world. It is the duty of every Muslim as well as every Muslim government to denounce the sectarian approaches and to promote peace and tolerance. This paper is an effort to frame all the necessary parameters which are necessary to actualize the dream of Muslim dominance or Pan-Islamism through peace, tolerance and harmony.

اسلام کا ہر شعبہ زندگی میں میانہ روی، عدل وانصاف کا داعی ہونا ایک بدیع حقیقت ہے۔ زندگی کے جس موقع اور مرحلے میں اگر شدت پسندی اور فرقہ واریت در آئے تو اس کا نتیجہ مہلک ہوتا ہے۔ اسی وجہ سے اسلام ہمیں انفرادی، بین الاقوامی اور قومی سطح پر جمعی امور میں اعتدال برقرار رکھنے کی حتی الوسع تاکید کرتا ہوا نظر آتا ہے۔ وہ نظامِ سیاست ہو یا نظام معاش، میدانِ جہاد ہو یا دعوت و تبلیغ کا میدان، حقوق اللہ یا حقوق العباد کی ادائیگی ہو غرضیکہ شریعت کے ہر گوشے اور ہر حکم میں اعتدال اور مساوات روزِ روشن کی طرح نظر آتی ہے ۔

موجودہ زمانے میں امتِ مسلمہ کی بربادی اور بے سروسامانی کا ایک اہم سبب اگرچہ ہر شعبہ حیات میں توازن اور اعتدال کا فقدان ہے لیکن ہمارے ملک میں مذہبی انتہا پسندی اور فرقہ واریت نے بدقسمتی سے ہمیں اتنا نقصان پہنچایا ہے کہ ہماری بنیادوں کو کھوکھلا کر کے رکھ دیا ہے ۔ ہر جماعت، طبقہ، فرقہ اور قیادت اپنے علاوہ ہر ایک کو حرفِ غلط کی طرح صفحہ ہستی سے مٹا دینے پر اڑی ہوئی ہے، خیالات اور سوچ وبچار کی اس قدر انتہاء پسندی، شدت نے ہمیں ان راہوں کی طرف چلا دیا ہے جو آگ اور خون کی وادیوں میں لے جاتیں ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے پوری کائنات کو وجود بخشا اور زندگی گزارنے کے لئے جامع اور معتدل تعلیمات فراہم کریں، جن پر عمل کرنے سے ایک پرامن معاشرہ وجود میں آسکتا ہے ۔ اسلام مختلف مواقع پر افراط و تفریط کی بیخکنی کرتا ہوا نظر آتا ہے اور افراط و تفریط میں مبتلا افراد کو وعیدات دیتا ہوا دیکھائی دیتا ہے۔ ہر انسان میں خیر و شر کا مادہ ودیت کیا گیا ہے اور اسی لئے انسان کے لئے دنیا کو دار الامتحان قرار دیا گیا ہے۔ باقی رہا یہ سوال کہ کون سی چیز انسان کے لئے خیر اور کون سی چیز انسان کے لئے شر ہے؟ اس کی انسان کو پہچان

1" Lecturer Islamic studies, Department of Humanities and Social Sciences Khwaja Fareed University of Engineering and Information Technology, Rahim Yar Khan, Pakistan. "

2" Assistant Professor Islamic studies, Department of Humanities and Social Sciences Khwaja Fareed University of Engineering and Information Technology, Rahim Yar Khan, Pakistan. "

ISSN Online: 2709-7625

ISSN Print: 2709-7615

کیسے ہو گی؟ یا اس کے لئے عقل وغیرہ کو معیار بنایا جائے۔ اس مقصد تک پہنچنے کے لئے اللہ تعالیٰ جل جلالہ نے انبیاء کرام کو مبعوث فرمایا جو انسانیت کی اصلاح فرماتے تھے اور انسانیت کو شر کی راہ سے ہٹا کر خیر کی راہ پر گامزن کرتے تھے۔ ہر زمانے میں جب لوگ راہ سے ہٹ جاتے اور باطل عقائد و اعمال میں مگن ہو جاتے تو اللہ تعالیٰ نبیوں اور رسولوں کو مبعوث فرما کر ان کی اصلاح کا انتظام کرتا رہا۔ سب نبیوں اور رسولوں کے سلسلہ کی آخری کڑی، آپ ﷺ کی شکل میں اللہ تعالیٰ نے دنیا کے سامنے آشکارہ کی۔ حضرت محمد ﷺ نے بھی لوگوں کے مختلف باطل عقائد و اعمال کی اصلاح فرمائی اور قرآن و سنت کی صورت میں جامع اور اکمل تعلیمات فراہم کی اور آپ ﷺ ہی کی ختم نبوت کی بدولت یہی کام امت اجابت کی ذمہ داری بنا۔

موجودہ زمانے میں بھی لوگ مختلف باطل عقائد و اعمال کا شکار ہیں۔ ان مسائل میں ایک اہم مسئلہ جس سے دستبردار ہونا وقت کی اہم ضرورت ہے وہ "فرقہ واریت" ہے۔ جس کی وجہ سے مسلمان ایک دوسرے پر سبّ و شتم اور کفر و اسلام کے فتوے لگاتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ حالانکہ سارے مسلمان ایک ہی فلسفہ کائنات رکھنے والے ہیں، سب خدائے وحدہ لاشریک کی بندگی بجالاتے ہیں اور تمام کے تمام حضور ﷺ خاتم النبیین کی نبوت کو تسلیم کرتے ہیں، سب کی ایک ہی کتاب "قرآن مجید" ہے، سب کا قبلہ ایک ہی کعبہ ہے، ایک ہی جگہ سب مل جل کر حج کی ادائیگی کرتے ہیں، سب ایک ہی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے ہیں۔ ان تمام باتوں کے باوجود مسلمان فرقہ واریت میں مبتلا ہیں۔ فرقہ واریت وہ زہر ہلاہل ہے جو کسی بھی قوم کی کامیابی و کامرانی کے حصول میں سب سے بڑی رکاوٹ ہے۔ بالخصوص موجودہ زمانے میں تو فرقہ واریت اور فرقہ وارنہ مسائل سے امت محمدیہ کو سیرت الرسول کی روشنی میں بچانا ناگزیر ہے۔

اُمتِ مسلمہ میں فرقہ واریت کا زہر ہلاہل اس حد تک پہنچ چکا ہے کہ اس کے خطرناک نقصانات سے ہر انسان کا آگاہ ہونا بے حد نہ صرف ضروری ہے بلکہ اس کے جامع حل کے لئے بھی جامع حکمت عملی بنانے کی اشد ضرورت ہے۔ نیز اس کے حل کے لئے انفرادی سطح پر، اجتماعی سطح پر بلکہ حکومتی سطح پر بھی جامع اور موثر اقدامات کرنا ناگزیر ہیں۔ اس مقالے میں انہیں امور کو بیان کرنے کی حتی الوسع کوشش کی جائے گی جن کی وجہ سے فرقہ واریت کی وبا سے نجات حاصل ہو گی اور اتحاد، یکجہتی، باہمی محبت و مودت اور اتحاد بین المسلمین کی فضاء ساز گار ہو سکے گی۔

فرقہ کے معنی جماعت یا گروہ کے ہیں۔ یہ لفظ "فرق" سے مشتق ہے، جس سے مراد الگ کرنا یا جدا ہونا کے ہیں۔ بالفاظ دیگر فرقہ کسی بھی جماعت، مذہب (سیاسی یا مذہبی) یا گروپ کا ذیلی حصہ ہوتا ہے جو خاص جداگانہ نظریات اور خیالات کی وجہ سے منفرد پہچانا جاتا ہے۔

اختلاف اور فرقہ واریت کی مذمت

اہل کتاب کے ہلاک ہونے کی وجہ باہمی اختلاف کو قرار دیا گیا، چنانچہ ارشاد ربانی ہے:

" كَانَ النَّاسُ أُمَّةً وَاحِدَةً فَبَعَثَ اللَّهُ النَّبِيِّينَ مُبَشِّرِينَ وَمُنْذِرِينَ وَأَنْزَلَ مَعَهُمُ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ لِيَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ فِيمَا اخْتَلَفُوا فِيهِ وَمَا اخْتَلَفَ فِيهِ إِلَّا الَّذِينَ أُوتُوهُ مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَتْهُمُ الْبَيِّنَاتُ بَغْيًا بَيْنَهُمْ فَهَدَى اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا لِمَا اخْتَلَفُوا فِيهِ مِنَ الْحَقِّ بِإِذْنِهِ وَاللَّهُ يَهْدِي مَنْ يَشَاءُ إِلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ " (213)[3]

" لوگ ایک امت اور جماعت تھے پھر اللہ تعالیٰ نے خوشخبری سنانے اور ڈرانے کے لئے انبیاء کرام مبعوث فرمائے اور حق کے ساتھ ان پر کتاب اُتاری، تاکہ لوگوں کے درمیان جس چیز میں اختلاف ہوا فیصلہ فرمائیں اور نہیں اختلاف کیا اس میں مگر ان لوگوں نے جن کو واضح دلائل اور علم دیا گیا اور یہ محض ضد اور عناد کی وجہ سے تھا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے حکم اور فضل سے ایمان والوں کی راہِ حق کی طرف رہنمائی فرمائی اور اللہ تعالیٰ جس کے لیے چاہتا ہے سیدھے راستے کی طرف رہنمائی فرماتا ہے۔ "

---

[3] البقرہ2: 213

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7615
Vol.3 No.1 2020

" وَمَا اخْتَلَفَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَهُمُ الْعِلْمُ بَغْيًاۢ بَيْنَهُمْ " [4]
" اور اہل کتاب علم آنے کے بعد پھوٹ میں پڑے، جلن اور ضد کے سبب سے۔ "

اختلاف وانتشار اتنی بری چیز ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی طرف اس کی نسبت کو ہی ختم کر دیا گیا۔ اس کی تائید میں ارشاد باری تعالی ہے:۔

" اِنَّ الَّذِيْنَ فَرَّقُوْا دِيْنَهُمْ وَكَانُوْا شِيَعًا لَّسْتَ مِنْهُمْ فِيْ شَيْءٍ " [5]
" آپ ﷺ کا ان لوگوں سے کوئی تعلق نہیں ہے جنھوں نے اپنے دین میں الگ الگ راستے اختیار کیے اور کئی گروہوں میں بٹ گئے۔ "

پہلے لوگ جو اختلاف کا شکار ہوئے ان کی بیماری کو ذکر کر کے مسلمانوں اور ایمان والوں کو اس راستے سے بچنے کی ترغیب دی گئی۔

" وَلَا تَكُوْنُوْا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ، مِنَ الَّذِيْنَ فَرَّقُوْا دِيْنَهُمْ وَكَانُوْا شِيَعًا ۭ كُلُّ حِزْبٍۢ بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُوْنَ " [6]
" اور تم مشرکوں جیسے نہ ہونا جنھوں نے اپنے دین کو ٹکڑے ٹکڑے کیا اور گروہ در گروہ ہو گئے، ہر گروہ کے پاس جو کچھ ہے وہ اسی پر نازاں ہے۔ "

صحابہ کرامؓ کو قرآن کریم نے خطاب کر کے سمجھایا کہ اختلاف اور افتراق کمزوری اور ضعف کا سبب ہے اور حوصلے پست ہونے کا ذریعہ ہے۔ جیسا کہ فرمان باری تعالی ہے:۔

" وَلَا تَنَازَعُوْا فَتَفْشَلُوْا وَتَذْهَبَ رِيْحُكُمْ " [7]
" اور آپس میں اختلاف اور تنازعہ نہ کرو کہ تم بزدل ہو جاؤ گے اور تمہارا رعب و ہیبت جاتا رہے گا۔ "

آپس کے اختلاف وفساد انگیزی اور دین میں فرقہ واریت ہی ایسی وبا ہے جو ہلاکت وتباہی کی طرف داعی ہوتی ہے اور دین کے خاتمے کا ذریعہ بنتی ہے۔ مسلمانوں کی ناکامی کے اسباب اور اخلاقی بحران کی تنزلی کا بنیادی ذریعہ آپس کے اختلافات ہیں جو کفر وشرک کی حدود تک پہنچ چکے ہیں۔

یقیناً اگرچہ معاملات میں رائے کا اختلاف ایک فطری اور طبعی معاملہ ہے جس کی نظیر اللہ تعالیٰ کے اس فرمان میں جھلکتی ہے:۔

" وَلَوْ شَآءَ رَبُّكَ لَجَعَلَ النَّاسَ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّلَا يَزَالُوْنَ مُخْتَلِفِيْنَ " [8]
" اگر تمہارا رب چاہتا تو سب لوگوں کی ایک ہی جماعت بنا دیتا اور وہ تو ہمیشہ اختلاف میں رہیں گے۔ "

اس آیت کریمہ سے یہ بات آشکارہ ہوتی ہے کہ انفرادی اختلاف ایک فطری چیز ہے اس سے مجتمع زندگی کی تعمیر محال ہے جو ایک ہی طرح کی صفات اور خوبیاں رکھنے والی ہو۔ کیونکہ کہ مختلف انسانوں کی سوچنے اور سمجھنے کی صلاحیتیں ایک جیسی نہیں ہو سکتی۔ [9]

---

[4] آل عمران 3: 19

[5] الانعام 6159:

[6] الروم 30: 31،32

[7] الانفال 846:

[8] ھود 11118:

[9] العلوانی، طہٰ حسین جابر علوانی، اسلام میں اختلاف کے اصول و آداب، ص 11،12، مکتبۃ الکتاب، حق سٹریٹ اردو بازار لاہور

Vol.3 No.1 2020
ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7615

اسلام کا تقاضا یہ ہے کہ افراد کے مابین انفرادی خصوصیات ہونے کے باوجود کسی حد تک یکسانیت اور اتفاق ہونا چاہیے۔لیکن اختلاف اس حد تک بڑھ چکا ہے کہ مسلمان آپس میں دست و گریباں ہیں۔ اختلاف اس حد تک بڑھا اور حواس پر اس قدر اثر ہوا کہ وہ متحد اصولوں اور اتحاد کی طرف لے جانے والی باتوں کو بھول گئے۔ جو اصول اپنانے سے آپس میں شیر و شکر ہو جاتے ان اصولوں سے کوسوں دور چلے گئے۔

اکابرین امت میں بھی اختلافِ رائے تھا لیکن ان تمام کے باوجود "اختلاف" افتراق و انتشار کی طرف متعدی نہ تھا۔ اختلاف صرف اور صرف تلاشِ حق کے لئے اور علمی بنیادوں پر تھا۔ یہ اختلاف اتحاد و اتفاق میں خلل نہ ڈالتا تھا وہ دلوں میں دوسروں کے بارے میں کینہ و بغض نہ رکھتے تھے۔

حضور ﷺ کو معلوم تھا کہ امت کی کامیابی اور فلاح اسی میں مضمر ہے کہ آپس میں متحد ہوں دل آپس میں ملے ہو۔ آپ ﷺ صحابہؓ کو اختلاف سے روکتے تھے اور اس پر تنبیہ فرماتے تھے۔ صحابہ کرامؓ کے ہاں بھی یہ بات واضح تھی کہ اختلاف کا انجام نقصان دہ ہے۔ جیسا کہ ایک روایت میں مذکور ہے:۔" سمعت النزّال بن سَبْرَةیحدث عن عبد الله قال: سمعت رجلاً یقرأ آیةً علی غیر ما أقرأني رسول الله ﷺ فأخذت بیده فأتیت به النبي۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔، أکبر ظني أنه قال: "لا تختلفوا، فإن مَنْ قبلکم اختلفوا فیه فهلکوا. "[10]

" میں نزوال بن سبرہؓ سے سنا کہ وہ حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ سے بیان کرتے ہیں کہ "میں نے ایک شخص کو ایک آیت پڑھتے سنا، جو اس طریقہ کے خلاف پڑھ رہا تھا جس طرح میں نے آپ ﷺ سے سن رکھا تھا۔ اس لئے میں نے اس کا ہاتھ پکڑا اور اسے پکڑ کر آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ ہماری بات سن کر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا تم دونوں نے اچھا کیا کہ اصلاح کے لئے یہاں آئے۔ شعبہ نے کہا کہ میرا خیال ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا...اختلاف نہ کرو کیونکہ تم سے پہلے لوگوں کی ہلاکت کا سبب اختلاف تھا، یہاں رسول ﷺ نے صحابہ کرامؓ اور امت مسلمہ کو اختلاف کے انجام سے آگاہ کیا اور بچنے کی تلقین کی۔ "

نیز قرآن کریم کے اصول و ضوابط سیکھانے پر آپ ﷺ نے خصوصی توجہ دلائی ہے:۔

" عَنْ جُنْدُبِ بْنِ عَبْدِ اللہِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللہِ ﷺ: « اقْرَءُوا الْقُرْآنَ مَا ائْتَلَفَتْ عَلَيْهِ قُلُوبُكُمْ، فَإِذَا اخْتَلَفْتُمْ فِيهِ فَقُومُوا عَنْهُ " [11]

" قرآن کریم پڑھو جب تک کہ تمہارے دل ملے رہیں اور جب اس میں تمہارا اختلاف ہو جائے تو اٹھ کھڑے ہو جاؤ۔ "

عہد رسالت میں آدابِ اختلاف

1۔ صحابہ کرام کی حتی الوسع یہی کوشش ہوا کرتی تھی کہ اختلاف واقعہ نہ ہو اس لئے صحابہ کرامؓ فروعات سے بحث کرنے کی بجائے معاملات کو حضور ﷺ کی تعلیمات کو مد نظر رکھ کر حل کیا کرتے تھے۔

2۔ اختلافات سے بچنے کے باوجود اگر صحابہ کرامؓ کا کسی مسئلہ میں اختلاف ہو بھی جاتا تو "کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ" سے فوراً فیصلہ تلاش کرتے تھے۔

---

[10] الشیباني ،أبو عبد الله أحمد بن محمد بن حنبل بن هلال بن أسد (المتوفى: 241هـ)، مسند الإمام أحمد بن حنبل،المحقق: أحمد محمد شاكر،دار الحديث – القاهرة،مکتبہ شاملہ،الطبعة: الأولى، 1416 هـ - 1995 م،عدد الأجزاء: 8 (القسم الذي حققه أحمد شاكر)،جز4،ص80

[11] النسائی ،أبو عبد الرحمن أحمد بن شعيب بن علي الخراساني، (المتوفى: 303هـ)، السنن الكبرى،حققه وخرج أحاديثه: حسن عبد المنعم شلبي،أشرف عليه: شعيب الأرناؤوط،قدم له: عبد الله بن عبد المحسن التركي، مؤسسة الرسالة – بيروت،الطبعة: الأولى، 1421 هـ - 2001 م،مکتبہ شاملہ،عدد الأجزاء: (10 و 2 فهارس)،باب ذکر الاختلاف،جز7،ص291

3۔اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے فیصلہ کے سامنے جھک جاتے تھے کسی قسم کی چوں چرا ں نہ کرتے تھے۔

4۔ہر صحابی کو یہ احساس تھا جس طرح اس کی رائے درست ہو سکتی ہے، اسی طرح اس کے بھائی کی رائے بھی درست ہو سکتی ہے اسی وجہ سے وہ اختلاف کے باوجود ایک دوسرے کا مکمل احترام ملحوظِ خاطر رکھتے تھے۔

5۔حقیت تک رسائی ان کا مطمع نظر ہوتا تھانہ کہ اپنی ہی رائے کو حقیقت قرار دینا، اختلاف بھی تقوی اور پرہیز گاری کو مدِ نظر رکھ کر کرتے تھے۔

6۔نرمی کے ساتھ گفتگو کرتے تھے، جارحانہ رویہ نہ اپناتے تھے طرزِ کلام شرعی حدود کے تحت ہی ہوتا تھا۔

7۔گفتگو مناسب انداز میں کرتے تھے، گفتگو میں سنجیدگی اور احترام کا اتنا خیال کیا جاتا کہ بعض دفعہ تو مدمقابل بات ماننے پر مجبور ہو جاتا تھا۔ [12]

امت مسلمہ کے فرقہ وارانہ مسائل کا حل صحابہ کرامؓ کے عملی نمونہ کی روشنی میں

صحابہ کرامؓ میں بہت سے معاملات میں اختلاف رونما ہوا مگر یہ اختلاف اصل میں نہیں بلکہ فرع میں تھا اور باہم اختلاف کے باوجود ان کے باہمی تعلقات بہت خوش گوار تھے۔ جیسا کہ حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ دونوں ہی کو حضور ﷺ نے دنیا ہی میں جنت کی بشارت سنائی اور ان دونوں بزرگان میں بھی مختلف معاملات میں اختلاف پایا جاتا تھا۔ جس کی مثال اس واقعہ سے ظاہر ہوتی ہے کہ جب حضرت ابو بکرؓ نے مانعین زکوۃ سے قتال کرنے کا عزم کیا تو حضرت عمرؓ نے انکی مخالفت کی اور کہا کہ آپؓ ان لوگوں سے کیسے جنگ کر سکتے ہیں جنہوں نے کلمہ طیبہ "لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ" کا اقرار کیا ہو جبکہ حضور اکرم ﷺ کا ارشاد مبارک ہے:۔

" من قال لا الہ الا اللہ فقد عصم منی نفسہ ومالہ " [13]

" جس شخص نے کہا کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں، اس نے تحقیق مجھ سے اپنی جان اور مال کو محفوظ کر لیا۔ "

مگر حضرت ابو بکرؓ نے زکوۃ کو نماز پر قیاس کیا اور حضرت عمرؓ سے اختلاف کیا۔

قاسم بن محمد عمر بن عبد العزیز کا قول نقل کرتے ہیں:۔

" ماا حب ان اصحاب محمد لا یختلفون لان الرای لو کان واحدا لکان الناس فی ضیق و انہم ائمۃ یقتدی بہم فلو اخذ الرجل بقول احد ھم لکان لسنۃ " [14]

" مجھے یہ بات پسند نہیں ہے کہ صحابہ کرامؓ میں اختلاف ہوتا تو بہتر تھا۔ کیونکہ اگر مسائل دینیہ میں ایک ہی رائے ہوتی تو لوگ دشواری میں مبتلا ہو جاتے، حالانکہ وہ قابل اتباع رہنماہیں اور ان میں سے جس کی رائے کو کوئی شخص اختیار کرے وہ سنت پر عمل کرنے والا ہے۔ "

مرقاۃ المصابیح ہی میں ملا علی قاری ؒ حضرت عمر فاروقؓ کے مناقب کے باب میں حضرت عمرؓ کا ردِ عمل اور شان بیان کرتے ہوئے بیان کرتے ہیں:۔

---

[12] اسلام میں اختلاف کے اصول و آداب، ص47،48

[13] مسلم بن الحجاج أبو الحسن القشيري النيسابوري (المتوفى: 261هـ)، المسند الصحيح المختصر بنقل العدل عن العدل إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم، المحقق: محمد فؤاد عبد الباقي، فَمَنْ قَالَ: لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ، فَقَدْ عَصَمَ مِنِّي مَالَهُ، وَنَفْسَهُ، الناشر: دار إحياء التراث العربي – بيروت، عدد الأجزاء: 5، بَابُ الْأَمْرِ بِقِتَالِ النَّاسِ حَتَّى يَقُولُوا: لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللهِ، جز1، صفحہ51

[14] الاعتصام ج12، ص46 موسوعة السياسية. من تأليف الدكتور. عبدالوهاب الكيالي

Vol.3 No.1 2020

ISSN Online: 2709-7625

ISSN Print: 2709-7615

اگرچہ صحابہ کرامؓ میں اجتہادی امور میں اختلاف بھی ہوتا تھا مگر اجتہادی رائے کو حکم اللہ کا درجہ نہیں دیتے تھے، چنانچہ حضرت عمرؓ کے سامنے کسی شخص نے کسی معاملے میں حضرت علیؓ کی رائے کا حوالہ دیا تو حضرت عمرؓ نے فرمایا اگر میں ہوتا تو یہ فیصلہ کرتا، اس پر اس شخص نے کہا کہ بات قرآن و سنت کی ہوتی تو میں ضرور پیروی کرتا، لیکن یہ معاملہ رائے کا ہے۔ مجھے نہیں معلوم کہ کون سی رائے حق اور درست ہے۔

صحابہ کرامؓ کے زمانے میں اختلاف کی چند نظریں

1۔ آپ ﷺ کے انتقال کے بعد پہلا اختلاف

آپ ﷺ کے دنیا سے انتقال کے بعد سب سے پہلا اختلاف آپ ﷺ کی حقیقت وفات کے سلسلے میں رونما ہوا، سیدنا عمر بن خطابؓ نہ صرف اس کا انکار کیا بلکہ اس کے قائل کو قتل کی دھمکی دیتے ہوئے تلوار سونت لی۔ جب کہ حضرت ابو بکر صدیقؓ آئے تو اس سلسلے میں چند آیات تلاوت فرمائیں اور کہا:

" وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِن قَبْلِهِ الرُّسُلُ أَفَإِن مَّاتَ أَوْ قُتِلَ انقَلَبْتُمْ عَلَىٰ أَعْقَابِكُمْ (144) " [15]

" اور محمد ﷺ تو اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں، تحقیق آپ ﷺ سے پہلے بہت سے رسول علیہم السلام گزر چکے ہیں۔ کیا اگر وہ اپنی طبعی موت مر جائیں یا مار دیئے جائیں تو تم الٹے پاؤں پھر جاؤں گے۔ "

حضرت عمرؓ کو حضرت ابو بکرؓ سے یہ آیت مبارکہ سن کر یقین آیا اور فرما رہے تھے لگتا یوں ہے کہ میں نے اس آیت کو اس سے پہلے نہ پڑھا تھا۔

2۔ تدفین کے بارے میں اختلاف

حضرت محمد ﷺ کے دفن کی جگہ کے متعلق اختلاف رونما ہوا۔

3۔ خلیفہ کے انتخاب میں اختلاف

حضرت محمد ﷺ کے اس دنیا سے رحلت فرما جانے کے بعد خلافت کے بارے میں ان کا زبردست اور معنی خیز اختلاف رونما ہوا، اس سلسلہ میں ثقیفہ بنو ساعدہ کا واقعہ تو مشہور ہی ہے بلکہ یہ اختلاف اس حد تک بڑا تھا کہ کسی نے کہا کہ ایک امیر ہم میں سے ہو اور ایک تم میں سے ہو اور دوسرے شخص نے کہا کہ ہم امیر ہوں گے اور تم وزیر ہوں گے۔

چنانچہ ہوا یہ کہ حضرت عمرؓ نے حضرت ابو بکر صدیقؓ کے ہاتھ پر بیعت کر لی اور پھر بیعت کا سلسلہ شروع ہوا اور جماعت نتیجہ تک پہنچ گئی اور اسے مان لیا گیا۔

4۔مانعین زکوۃ کے قتال کے سلسلہ میں اختلاف

" رسول کریم ﷺ کے وصال اور حضرت ابو بکر صدیقؓ سے بیعت خلافت کے بعد کچھ نئے مسلم قبائل اسلام سے پھر گئے اور کچھ قبائل جھوٹے مدعیان نبوت جیسے مسیلمہ کذاب وغیرہ کے پیرو ہو گئے نیز کچھ قبائل زکوۃ ادا کرنے سے رک گئے۔ آپؓ نے ان سے قتال کرنے کا پختہ ارادہ فرمایا، لیکن حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ آپؓ ان سے قتال کس طرح کریں گے حالانکہ حضور ﷺ نے فرمایا ہے کہ مجھے قتال کا حکم اس وقت تک ہے کہ جب

[15] آل عمران 3: 144

Vol.3 No.1 2020
ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7615

تک لوگ اللہ تعالیٰ کے الٰہ ہونے کی گواہی نہ دیں اور جب وہ اس بات کی گواہی دے دیں تو انہوں نے مجھ سے اپنے خون اور مال کو محفوظ کر لیا...... "[16]

عہد تابعین و تبع تابعین میں نوعیت اختلاف:

شاہ ولی اللہ فرماتے ہیں:

" صحابہ کرامؓ کے مابین مذاہب اختلاف رونما ہوا، پھر یہی اختلاف وراثتاً تابعین تک پہنچا پھر تابعی کو جو کچھ مہیا ہوا، اسی کو انہوں نے علی وجہ الکمال اپنا لیا اور آنحضرت ﷺ کی جو حدیثیں اور صحابہؓ کے جو مذاہب انہوں نے سنے ان کو محفوظ اور ذہن نشین کر لیا، نیز صحابہ کرامؓ کے جو مختلف اقوال ان کے سامنے آئے ان میں اپنی فہم کی حد تک مطابقت پیدا کی۔ "

اس عبارت سے یہ معلوم ہوا کہ اختلاف کا وجود صحابہؓ کے زمانے میں بھی تھا اور پھر صحابہ سے بعد والے خیر کے زمانے یعنی تابعین کے زمانے میں بھی تھی لیکن وہ حضرات اختلاف کو اپنے اقوال میں بند نہ سمجھتے تھے۔

پھر عہد تابعین کے بارے میں فرماتے ہیں:۔

" اللہ تعالیٰ نے علم دین کے خادموں کی ایک جماعت عہد تابعین کے خاتمہ پر پیدا فرمائی اور حضور ﷺ کی زبان سے نکلا ہوا وعدہ پورا فرمایا کہ وجود میں آنے والی نسلوں میں اس علم کے امانت دار لوگ ہی عادل ہیں۔ "[17]

اختلاف کے باوجود ائمہ کرام و مجتہدین تو ایک دوسرے کا بہت زیادہ ادب و احترام کیا کرتے تھے، "امام ابو حنیفہؒ اور امام مالکؒ " کے درمیان فقہی اختلافات ہیں لیکن ان تمام کے باوجود وہ دونوں ایک دوسرے کا نہایت ادب واحترام کیا کرتے تھے، قاضی عیاض المدرک میں فرماتے ہیں:۔

امام لیث بن سعد نے کہا کہ ایک روز میں نے مدینہ طیبہ میں امام مالک سے ملاقات کی اور کہا کہ میں دیکھ رہا ہوں کہ آپ اپنی پیشانی سے پسینہ پوچھ رہے ہیں تو انہوں نے فرمایا: ابو حنیفہ سے گفتگو کر کے پسینہ پسینہ ہو گیا، اے مصری وہ واقعی فقیہ ہیں، امام لیث کہتے ہیں کہ میں اس کے بعد امام ابو حنیفہؒ سے ملا اے شخص امام مالکؒ نے آپ کے بارے میں کتنی اچھی بات کہی، تو آپ نے فرمایا: صحیح جواب اور بھرپور تنقید میں ان سے تیز تر اور تیز خاطر آدمی میں نے نہیں دیکھا۔

" اسماعیل بن فدیک بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام اعظمؒ کا ہاتھ امام مالکؒ کو اپنے ہاتھ میں تھامے ہوئے دیکھا اس حال میں کہ دونوں مل کر چل رہے تھے اور ایک دوسرے سے گفتگو بھی کر رہے تھا کہ اسی اثناء میں دونوں جب مسجد کے دروازے پر پہنچے تو امام مالکؒ نے امام اعظمؒ کا احترام کرتے ہوئے انہیں مسجد میں داخل ہونے کے لئے آگے کیا اور خود ان کے بعد مسجد میں داخل ہوئے۔ "[18]

---

[16] ڈاکٹر صالح بن عبد اللہ بن حمید، سلیقہ آداب، مکتبۃ الکتاب، حق سٹریٹ اردو بازار، لاہور، ص205،206

[17] دہلوی، شاہ ولی اللہ، فقہی اختلافات کی اصلیت، اردو ترجمہ الانصاف فی بیان سبب الاختلاف، تقدیم ڈاکٹر محمد یوسف گورایہ، ص18

[18] گنگوہی، حضرت مفتی محمود حسن صاحب گنگوہی، حدود اختلاف، ص104

Vol.3 No.1 2020
ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7615

" امام احمد بن حنبلؒ نے بھی فرمایا کہ ابو حنیفہؒ علم، تقویٰ، زہد اور اختیار آخرت میں اس مقام پر تھے جہاں کوئی نہیں پہنچا۔ امام شافعیؒ سے یہ بھی مروی ہے کہ جس شخص نے امام ابو حنیفہؒ کی کتابوں کو نہ دیکھا وہ نہ تو علم میں تبحر ہو گا اور نہ فقیہ ہو گا۔ اور لوگ فقہ میں امام ابو حنیفہؒ کا عیال ہیں، اس لئے کہ میں نے ان سے بڑا فقیہ نہیں دیکھا۔ امام شعرانی مالکی نے لکھا ہے کہ امام ابو حنیفہؒ کی کثرتِ علم وورع وعبادت اور دقت مدارک استنباط پر سلف و خلف نے اجماع کیا ہے۔ "[19]

متقدمین ائمہ کے واقعات اس بات پر شاہد ہیں کہ جب کبھی وہ ایک دوسرے کے مہمان بنتے تھے تو اپنا مسلک چھوڑ کر میزبان کے مسلک پر بھی عمل پیرا ہوتے تھے، یہ چیز ان حضرات کے تفقہ فی الدین اور راہِ اعتدال کی علامت تھی ۔[20]

فرقہ پرستی کے خاتمہ کے لئے طریقہ کار

- فرقہ پرستی کے خاتمہ اور اتحاد واتفاق کے وجود کے لئے درج ذیل قوانین پر مشتمل ایک مؤثر اور ہمہ گیر لائحہ عمل تیار کیا جانا چاہیے۔
- عقائد واعمال کے مشترک پہلوؤں کو تلاش کر کے فرقہ پرستی کے خاتمہ اور اتحاد واتفاق کے وجود کو فروغ دیا جائے۔
- اسلوب اور اندازِ تبلیغ کو متنازعہ اور تنقیدی ہونے سے بچایا جائے۔
- قرآنِ کریم فلسفہ عدمِ اکراہ کو سمجھ کر اس کو زندگیوں میں لاگو کیا جائے۔
- رواداری کو سمجھ کر اس کو اپنی زندگیوں میں لاگو کیا جائے۔
- مجادلانہ طرزِ عمل کے خاتمہ کے لئے علماء کی تربیت پر خصوصی توجہ دی جائے اور علماء کو جدید عصری علوم میں ماہر بنانے کی کوشش کی جائے۔
- عوام وخواص کی روحانی اور اخلاقی تربیت پر خصوصی توجہ دی جائے۔

فرقہ واریت پر مشتمل حرکات وسکنات کے خاتمے کے لئے مندرجہ ذیل قانونی اقدامات کئے جائیں:۔

- منافقانہ اور مخفی فرقہ پرستی کی حتی الوسع حوصلہ شکنی کی جائے۔
- قومی سطح کی سپریم کونسل میں تمام مکاتبِ فکر کے چیدہ چیدہ علماء کی شرکت کالازم بنایا جائے۔
- سرکاری سطح پر بھی مستقل مصالحتی کمیشن بنایا جائے تاکہ ہنگامی نزاعات کا حل تلاش کیا جائے۔
- موجودہ بالا عملی اقدامات کے ذریعہ فرقہ پرستی کی وبا سے بچا جاسکتا ہے۔

اسلام وحدت کا داعی ہے اس لئے کہ اسلام کی طبیعت اور اس کا رکن جس پر عام دعوت دینیہ قائم ہے جو تمام لوگوں کی طرف متوجہ ہے جس کو مسلمانوں نے اپنے عہد میں قبول کیا اور ان کو قوت، عزت اور غلبہ حاصل ہوا، اور دعوت دینیہ غالب ہوئی اور پوری دنیا میں پھیل گئی اور بدلہ لیا اس سے جس نے اس کا معارضہ کیا جو وحدت کی خلاف ورزی کرے۔ نیز وحدت کی تقویت اور مربوط احکام کے ذریعہ اس کی مدد کی گئی اور اس نے مسلمانوں کے درمیان بھائی چارہ قائم کر دیا جس کے ذریعہ فراق اور طبقات کی بیخ کنی ہوئی۔۔[21]

---

[19] گنگوہی، حضرت مفتی محمود حسن صاحب گنگوہی، حدود اختلاف، ص104

[20] مولانا محمد ابوالحسن علی، اختلافات ائمہ کی شرعی حیثیت، تفصیلی مقالات، ناشر ایفا پبلیکیشنز، نئی دہلی، ص322 323

[21] الشیخ علی الخفیف، وحدۃ المسلمین، مجلۃ الازھر، 1970ء، ص32

Vol.3 No.1 2020
ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7615

ایک حدیث شریف میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: " المؤمنُ للمؤمنِ کالبُنیانِ، یَشُدُّ بعضُہ بعضاً"، وشبّک بینَ أصابعِہ "[22]

" ایک ایمان والا دوسرے ایمان والے کے لئے ایک عمارت کی طرح ہے، جس کا بعض حصہ بعض کو مضبوط کرتا ہے اور یہ بات آپ ﷺ نے انگلیوں میں انگلیاں ڈال کر سمجھائی۔ "

مومن تمام مومنوں سے محبت رکھتا ہے اور ہر مومن پر لازم ہے چاہے اس کا تعلق مشرق سے ہو یا مغرب سے ہو، مومن شکلوں کو نہیں دیکھتا بلکہ اعمال پر نظر رکھتا ہے اور ایک دوسرے کی مدد کرتے ہیں، جس چیز میں اختلاف ہو جائے اس میں ایک دوسرے کو معذور سمجھتے ہیں، بعض معاملات میں صحابہ کی مختلف آراء ہوتیں تھیں لیکن ہر کسی کو رائے کی آزادی ہوتی تھی کسی دوسرے پر طعن و تشنیع نہ کی جاتی تھی۔ ہر ایک دوسرے کو اپنے عمل میں معذور مانتا تھا۔ پہلے جب بگاڑ آتا تو ان کی اصلاح کے لئے ایک پیغمبر کے بعد دوسرے پیغمبر تشریف لاتے اور سوسائٹی میں موجود بگاڑ کی اصلاح کر دیتے مگر جب آقا ﷺ کی بعثت ہوئی تو نبوت و رسالت کا سلسلہ بند ہو گیا۔ برائیوں، خرابیوں اور اخلاق و عقائد کے باب میں آنے والے نقائص کو دور کرنے کے لئے نبوت و رسالت والا کام اُمت اجابت کے ذمہ لگا، لہٰذا اب ہر امتی کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ حتی الوسع اپنی اور دوسری کی اصلاح کرے ۔

فرقہ واریت کے خاتمے کے لئے تجاویز

مسلمانوں کی فرقہ واریت سے جان چھڑانے اور اتحاد کے حصول کے لیے ہمیں ان تجاویز پر عمل کرنا ہو گا۔

1۔ توحید پر قیام

کسی بھی قوم کے متحد عقائد اس قوم، ملت کے افراد کے مابین اتحاد و رحملی میں اور فرقہ واریت کے خاتمے میں اہم کردار ادا کر سکتے ہیں، خاص طور پر جب یہ عقیدہ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت جیسے ایک فطری امر پر استوار ہو اور ساری قوم، ملت اپنی زندگی کے تمام لمحات کو اسی توحید پر استوار کرتی ہو۔ قرآن مجید توحید ہی کی بنیاد پر مومنوں اور مسلمانوں کو وحدت اور اتحاد کی طرف لے جاتا ہے اور اس رکنِ توحید کا دائرہ کار اس کے تمام پہلوؤں کو محیط ہوتا ہے۔ قرآن مجید کی نظر میں انبیاء کرام کو مبعوث کرنے کا فلسفہ حیات بھی اللہ تعالیٰ اور توحید ہی کی بنیاد پر لوگوں کو دعوت دینا اور اس وقت کی استعماری اور سامراجی قوتوں سے جو قوموں اور ملتوں کے تفرقہ اور جدائی کا سبب بنتی ہیں، ان کا مقابلہ کر کے ان کا خاتمہ کرنا ہے ۔ رسولوں کی بعثت کا مقصد بیان کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے:۔

" وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِيْ كُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوْلًا اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوْتَ ۚ "[23]

" اور تحقیق ہم نے اللہ تعالیٰ کی بندگی کرنے کے لئے اور شیطان سے بچنے کے لئے ہر امت میں رسول مبعوث فرمائے ہیں۔ "

اس سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ توحید کی بنیاد پر اتحاد کی دعوت دینا، کسی خاص وقت کے ساتھ خاص نہیں ہے بلکہ ہر زمانے میں یکساں طور پر توحید کی بنیاد پر اتحاد کی تعلیم ہر قوم اور ملت کو دینی چاہیے۔ اسی بنیادی عقیدہِ توحید کی بنیاد پر ہی اللہ تعالیٰ نے دعوتِ اسلام کو پھیلانے کی طرف سورۃ الشوریٰ آیت نمبر 15 اور سورۃ آل عمران آیت نمبر 27 میں ترغیب دی گئی۔

---

[22] البانی، ابو عبد الرحمن محمد ناصر الدین، مختصر صحیح الامام البخاری، مکتبہ المعارف للنشر والتوزیع، الریاض، عدد الاجزاء4، ج1، ص170

[23] نحل 16: 36

Vol.3 No.1 2020

ISSN Online: 2709-7625

ISSN Print: 2709-7615

ان آیاتِ بینات سے یہ بات روزِ روشن کی طرح واضح ہوتی ہے کہ توحید ہی کو اہل کتاب سے اتحاد و اتفاق کے لئے بنیاد قرار دیا گیا ہے نیز یہ کہ اتحاد و اتفاق سے روگردانی کرنے والے اور فرقہ واریت کا شکار ہونے والے موحدین بلکہ مسلمان ہونے کی فہرست سے ہی خارج ہیں۔ ارکان اسلام میں سب زیادہ اہم اور سب سے پہلی لازمی چیز توحید باری تعالیٰ ہی ہے۔ توحید پر قائم رہنا اور اس کے تقاضوں پر عمل کرنا اتحاد کے لئے ناگزیر ہے ۔

2۔کافر قرار دینے سے گریز

تکفیری رجحان اور کافر قرار دینا اسلام کے مزاج کے منافی ہے، اس لئے جب تک کسی کے اندر ایک فیصد بھی ایمان کی رمق موجود ہو اسے کافر نہ قرار دیا جائے۔ آپ ﷺ کا اُسوہ اس بات پر شاہد ہے کہ آپ ﷺ کے دور مبارک میں کسی کی تکفیر نہیں کی گئی، یہ تو آپ ﷺ کے دور کے بعد کی پیداوار ہے جو محض حسد اور بغض پر مبنی ہے۔ اسلامی تعلیمات نے اس طرح کے رویے کا سختی سے رد کیا اور اتحاد اور محبت و یکجائی کا درس جا بجا دیا ہے۔ پہلا وہ گروہ جس نے اسلام میں تکفیر کا رواج ڈالا وہ خوارج کا گروہ ہے۔ [24] بلکہ تمام ادیان کی یہ واضح تعلیمات ہیں کہ جس نے توحید کو زبانی طور پر ہی تسلیم کر لیا تو اس کی عزت و آبرو محترم ہو گی۔ اس پر شریعت کے سارے احکام صادر کیے جاتے ہیں کیونکہ انسان ہونے کی حیثیت سے ہم سب صرف ظاہر ہی کے مکلف ہیں اور باطن کا معاملہ اللہ تعالیٰ کے حوالے ہے۔

3۔متحدہ محاذ کی تشکیل اور مشترکہ دشمن کی پہچان

متحدہ محاذ کی تشکیل اور مشترکہ دشمن کی پہچان کے بارے میں آپ ﷺ کا یہ فرمان ایک جامع قول کی حیثیت رکھتا ہے :

" حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، قَالَ: قَالَ سُفْيَانُ: الْإِسْلَامُ مِلَّةٌ وَالشِّرْكُ مِلَّةٌ، تَجُوزُ شَهَادَةُ بَعْضِهِمْ عَلَى بَعْضٍ۔ قَالَ: وَقَالَ وَكِيعٌ: وَكَذَلِكَ نَقُولُ۔ " [25]

" حضرت سفیان فرماتے ہیں کہ اسلام ایک مذہب ہے، اور کفر پورا ایک ملت و مذہب ہے۔ ان میں سے بعض کی گواہی بعض پر قبول ہے۔ حضرت وکیع فرماتے ہیں کہ ہم اسی طرح کہتے ہیں۔ "

سیاسی، ثقافتی اور اقتصادی میدان میں امت مسلمہ بہت سے خطرات سے دوچار ہے۔ دشمن نوجوان مسلم امت میں شکوک وشبہات کو جنم دینے کے لئے ثقافتی یلغار کو استعمال کر رہا ہے۔ اسلامی فکر و نظریے اور خیالات کو پوری دنیا میں چیلنج کیا جا رہا ہے ۔

4۔مشترکہ امور پر توجہ

ایک اہم بات جس پر عمل کرنے سے فرقہ واریت کا خاتمہ سہل ہو جائے وہ یہ ہے کہ امورِ مشترکہ جن کو تمام فرقے تسلیم کرتے ہیں وہ کثیر ہیں اور امور مختلفہ قلیل ہیں۔ اس لئے فرقہ واریت کے خاتمے کے لئے امورِ مختلفہ کو چھوڑ کر، امورِ مشترکہ توحید، معاد، نماز اور زکوۃ، جہاد، قبلہ اور قرآن وغیرہ کو لازم پکڑا جائے۔

5۔اسلامی اخوت کی تاکید

اسلامی اخوت کی تعلیم دیتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام پاک میں ارشاد فرمایا: " إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ إِخْوَةٌ " [26] "مومن تو آپس میں بھائی بھائی ہیں۔" اسلام کے نام لیوا اور اسلام کا دم بھرنے والے آج کے دور میں جغرافیائی اور سیاسی لحاظ سے بٹ چکے ہیں۔ تمام مسلمان جسدِ واحد کی طرح ہیں۔ ان تمام کے باوجود ان میں فرقہ واریت اور تضاد اس حد تک

---

[24] سورۃ آل عمران3: 64

[25] ابن ابی شیبہ،عبد اللہ بن محمد بن ابراہیم، مصنف ابن ابی شیبہ ،مکتبۃ الرشید،الریاض، عدد الاجزاء7،جز4،ص532

[26] سورۃ الحجرات49: 10

Vol.3 No.1 2020
ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7615

پہنچ چکا ہے کہ وہ بھائی بھائی ہونے کے باوجود ایک دوسرے کی شکل وصورت دیکھنے تک کے لئے تیار نہیں ہیں۔ اس صورت حال کے خاتمہ کے لئے انہیں بھائی بھائی ہونے کی ذمہ داری کو علی وجہ الاتم ادا کرنا ہو گا اور بھائی چارے کی فضاء کو قائم رکھنا ہو گا۔ نیز اس فضاء کو قائم رکھنے کے لئے دوسروں کے دکھ درد میں شریک ہونا ہو گا۔

آج مسلمان دینا میں کثرت سے ہونے کے باوجود مغلوب اور زوال پذیر نظر آرہے ہیں اور اگر یہی صورت حال قائم رہی اور تفرقہ بندی اور اختلافات بڑھتے رہے تو اسلام کے دشمن نہ صرف اسلام پر حملہ آور ہو گے بلکہ مسلمانوں کے مقدسات پر حملہ اور قبضہ کی سعی کریں گے۔ یہ بات ہمارے لئے قابلِ عبرت ہے کہ دشمنانِ اسلام مختلف مذاہب اور ادیان سے تعلق رکھنے کے باوجود آج متحد نظر آرہے ہیں اور مسلمان امور متفقہ کے کثیر ہونے کے باوجود متفرق نظر آرہے ہیں۔

حکومتی اداروں اور حکومت کی ذمہ داریاں

عوام الناس کے مابین بھائی چارے اور اتحاد کو قائم رکھنے کے لئے حکومت اور حکومتی ادارے اپنا کردار ادا کریں اور مختلف امور خصوصیت سے سرانجام دیں۔

8.1 1۔ ابلاغ کے ذرائع کی مکمل نگرانی

2۔ دانشوران، مصنفین اور اہل قلم اتحاد کے داعی ہوں

3۔ منبر و محراب کا کردار

4۔ انتہاپسندی کی بیخکنی

5۔ تعلیمی نصاب پر نظر ثانی و تبدیلی

6۔ شعائر کا احترام

سیاست دانوں کی ذمہ داری

امت میں اتحاد پیدا کرنے کے لئے علماء کے ساتھ ساتھ سیاسی سطح پر بھی اتحاد کی بات کی جائے، امت میں اتحاد واتفاق اور فرقہ واریت کے خاتمہ کے لئے سیاستدان اپنا کردار ادا کرسکتے ہیں۔

انتہا پسندی اور دہشت گردی ایک عمومی مسئلہ ہے۔ اس کو خاص رنگ دینے کی بجائے ملک و ملت کے خلاف سازش سمجھ کر اس کے خلاف پلاننگ کی جائے۔ کیونکہ اس کو مخصوص فرقہ کے خلاف رنگ دینے سے دشمن کا کھیل آگے بڑھانے کے مترادف ہے کیونکہ دشمن ملک میں مساجد، مدارس اور دوسرے مقدس مقامات پر دہشت گردی کر کے مختلف فرقوں کو آپس میں لڑانا چاہتا ہے۔ اس کے کھیل کو سمجھا جائے اور اس کی منصوبہ بندی کا حصہ بننے سے گریز کیا جائے۔

مذہبی ودینی اختلافات کے ساتھ ساتھ سیاسی اختلافات بھی پیدا ہوتے ہیں لیکن ان کو اتنی ہوا نہیں دی جاتی، اختلاف اگر ہو بھی تو اس کو جنگ وجدل کی شکل نہ دی جائے۔

عوام کی ذمہ داری

امت میں اتحاد پیدا کرنے کے لئے عوام کی بھی ذمہ داری ہے کہ ہر انتشار اور انتشار پسند عناصر کی حوصلہ شکنی کریں۔ یہ نہیں کہ یہ میرے مسلک یا میرے ملک کا ہے غلط بھی ہو یا انتشار پسند ہو اس کے ساتھ چلنا۔ یہ صورت حال نہیں ہونی چاہیے۔ عوام اپنی ذمہ داری سمجھتے ہوئے انتشار پسندوں کی حوصلہ شکنی کریں اور واضح کریں کہ ہم ان کے ساتھ چلیں گے جو اتحاد امت کی بات کرتے ہیں۔ اس میں حکمران، علما، سیاستدان عوام سب کو اپنا کردار ادا کرنا ہو گا اسکے بغیر فرقہ واریت کا خاتمہ اور اتحاد امت کا خواب شرمندہ تعبیر نہیں ہو سکتا۔

Vol.3 No.1 2020

ISSN Online: 2709-7625

ISSN Print: 2709-7615

خلاصہ بحث

اگر ہم اپنی طبائع میں اعتدال اور میانہ روی کو جگہ دیں، ایک دوسرے سے محبت اور خندہ پیشانی سے پیش آئیں، اپنے اندر برداشت کرنے کی عادت ڈالیں اور مخاصمت کی جگہ درگزر، محبت و مروت، اتحاد و اتفاق پیدا کریں تو ہمیں ایک پر سکون زندگی نصیب ہو گی۔ ہمارے اتحاد میں رکاوٹ اور سب سے بڑی دیوار گر جائے گی۔ فرقہ واریت پر مبنی اختلافات ختم یا کم ہو جائیں گے، دشمن مغلوب ہو جائیں گے اور ان کے منصوبے زمین بوس ہو جائیں گے۔

موجودہ دور میں امت مسلمہ کو بہت سارے چیلنجز کا سامنا ہے جن میں سے ایک اہم یہ ہے کہ ہمارے آپس کے اختلافات اور فرقہ واریت باعث دشمنِ اسلام طاقتیں اپنے زور و شور کے ساتھ دینِ محمدی ﷺ کو مٹانے کے درپئے ہیں نیز امتِ مسلمہ کے عدمِ اتحاد کی وجہ سے روز بروز اسلام پر حملہ آور ہیں اور دنیا کی نظروں میں اسلام کو دہشت گرد کی حیثیت سے پیش کر رہے ہیں۔ قرآنِ مجید میں تحریفات کی مذموم کوششیں کی جارہی ہیں۔ اگر ہم اپنی گہری نیند سے آج بھی بیدار نہ ہوئے اور منظم منصوبہ بندی نہ کی تو ہمارا وجود باقی نہ رہ سکے گے۔ اگر ہم فرقہ واریت کی لعنت سے دور رہنا چاہتے ہیں تو ہمیں قرآن کے اس مثالی اصول "واعتصموا بحبل اللہ جمیعا ولا تفرقوا" کو اپنا اُھوڑنا بچھونا بنانا ہو گا اور اپنے اندر قوتِ برداشت پیدا کر کے اتحاد کی فضاء کو فروغ دینا ہو گا۔